رام پرساد بسمل ۔ اشفاق اللہ خان

(ہندو۔ مسلم اتحاد و یکجہتی کی زندہ مثال)



مولف : سید نصیر احمد

مترجم : ابوالفوزان

رام پرساد بسمل۔ اشفاق اللہ خان

(ہندو۔ مسلم اتحاد و یکجہتی کی زندہ مثال)

مولف

سید نصیر احمد

مترجم

ابوالفوزان

ایم۔ اے (اسلامیات) ایم۔ اے (اردو)

سلسلۂ اشاعت نمبر: 15

کتاب کا نام	:	رام پرا ساد بسمل ۔ اشفاق اللہ خان
مؤلف	:	سید نصیر احمد
مترجم	:	ابوالفوزان
سن اشاعت	:	نومبر 2017ء
صفحات	:	32
قیمت	:	-/ 30 روپئے
طباعت و کمپوزنگ	:	سہیل گرافکس، سعید آباد، حیدر آباد Ph: 9246161020

ناشر

Azad House of Publications

H.No. C2, Sriram's Arcade, Amaravati Road.

Undavalli - 522501, Guntur District (A.P)

Cell: 9440241727

ہماری بات

جنگِ آزادیٔ ہند میں آگ کے شعلوں کے طور پر بیان کئے جانے والے پنڈت رام پراساد اور اشفاق اللہ خان دو جگری دوست تھے۔ یہ دونوں ہی ریاست اتر پردیش کے شہر شاجہان پور میں پیدا ہوئے اور وہیں کے مقامی اسکول ابی رچ مشن ہائی اسکول (Abbi Rich Mission High School) میں تعلیم حاصل کی۔ بچپن ہی سے انگریز مخالف جذبات رکھنے والے یہ دوست بطور طلبہ قومی تحریک میں حصہ لیا کرتے تھے۔ 1922 فروری 9/کو ریاست اتر پردیش کے چوراچوری کے مقام پر مشتعل عوام نے وہاں کے پولیس اسٹیشن کو نظر آتش کر دیا۔ اس حادثہ کے پیش نظر مہاتما گاندھی نے اپنی ستیہ گرہ تحریک کو واپس لے لیا۔ اس فیصلے سے ناراض رام پراساد بسمل، اور اشفاق اللہ خان جیسے نوجوانوں نے مسلح جدجہد کا راستہ اختیار کیا۔ اسی سلسلے کی کڑی کے طور پر رام پراساد بسمل کے ذریعہ تشکیل دی گئی۔ ''ہندوستان ریپبلک اسوسی ایشن'' میں اشفاق اللہ خان شامل ہو گئے۔ اس انقلابی دستے کے ذریعہ انجام دی گئی کئی کارروائیوں میں اشفاق نے بھر پور حصہ لیا۔

1925ء اگسٹ 9/کو ''ہندوستان ریپبلک اسوسی ایشن'' کے ذریعہ کاکوری ریل واقعہ انجام دیا جاتا ہے جس سے انگریز حکومت تھرا جاتی ہے۔ اس واقعہ میں رام پراساد بسمل کی قیادت میں اشفاق اللہ خان اور دیگر ۸ انقلابی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس واقعہ

کے بعد انگریز حکومت انقلابیوں پر ٹوٹ پڑی بہت سوں کو گرفتار کیا اور ان پر مقدمہ دائر کر دیا۔اس مقدمہ میں بسمل اشفاق کے ساتھ ساتھ راجندر لہری،ٹھاکر روشن سنگھ کو انگریز عدالت پھانسی کی سزا سناتی ہے۔

رام پر اساد بسمل ایک پکے آریہ سماجی تھے جبکہ اشفاق اللہ خان ایک مخلص مسلمان تھے۔مادر وطن کو آزاد کروانے کے مقصد سے اپنے آپ کو وقف کرنے والے ان دو مختلف مذاہب کے نوجوانوں کے درمیان انکے مذہبی خیالات اور عقیدے کوئی رکاوٹ نہیں بن سکے۔ان دنوں بسمل اشفاق ہندو مسلم اتحاد و یکجہتی کی بے مثال نظیر بن کر ابھرے۔ایک دوسرے کے لیے جان کی قربانی تک کے لیے تیار رہنے والے یہ دونو جوان اس زمانے کے دوستوں اور انقلابیوں کے لیے قابل تقلید نمونہ بن گئے۔ہندوستان کی تحریک آزادی کی تاریخ میں جذبہ حب الوطنی کو ابھارنے والے واقعہ کے طور پر دیکھے جانے والا کاکوری ریل واقعہ کے سارے جرم کو اپنے سر لیکر رام پر اساد بسمل کو پھانسی سے بچانے کی اشفاق اللہ خان نے کوشش کی۔ان دونو جوانوں نے مشترکہ طور پر آواز دی کہ مادر وطن کی آزادی کے لیے تمام کو متحد ہو جانا چاہیے۔۱۹۲۷ ڈسمبر ۱۹ تاریخ کو جبکہ پھانسی پر چڑھایا جانا طے تھا تو ۱۶ ڈسمبر کو ان دونوں جگری دوستوں نے مادر وطن کی آزادی کے لیے مذہب قوم ذات اور علاقوں کی امتیازات کو پرے رکھتے ہوئے تمام ہندوستانیوں کو آزادی کے لیے آگے بڑھنے کی صدا لگاتے ہوئے مادر وطن کے یہ سپوت رام پر اساد بسمل اور اشفاق اللہ خان ہمیشہ کے لیے امر ہو گئے۔

آج ہمارے ملک میں نظر آنے والے،رواداری غیر رواداری کے جھگڑے،ان جھگڑوں سے ابھر کر آنے والا کشیدہ ماحول ہمارے لئے ہرگز خوش آئند نہیں ہوسکتا۔اس کے نتیجے میں ہمارے ملک کے اہم سماجی دھڑوں کے درمیان دوریاں پیدا ہو کر اس کے نتیجے میں ناخوشگوار ماحول کے پیدا ہونے کے امکانات نظر آرہے ہیں۔یہ پریشان کن اور

غیر رواداراانہ حالات ان اَمر مجاہدین کے خوابوں اور خواہشات کے بالکل برخلاف ہیں۔ مادر وطن کی آزادی چاہتے ہوئے وطن عزیز کے سنہرے مستقبل کی خواہش رکھتے ہوئے انہوں نے پھانسی کی رسی کو پھولوں کا ہار سمجھ کر اپنے گردنوں میں ڈال لیا تھا۔ ہمارے آج کے یہ حالات ان کی تمناؤں کے عین خلاف ہیں۔

ان زہریلے اور تباکن حالات سے ہمیں اپنے آپ کو نکالنا ہوگا۔ اس وقت ہمیں گھیرے ہوئے ان مختلف قسم کے سماجی معاشی اور سیاسی تباہ کن حالات سے ہمیں اپنے آپ کو آزاد کراتے ہوئے شاندار اور قابل فخر ہندوستان کی تعمیر جدید کی طرف قدم بڑھانا ہو تو ہمیں اس زمانے کے مجاہدین کی قربانیوں، ان کے بے لوث جذبات کو اپنے لئے نمونہ بنانا ہوگا۔ان جیالے اور نڈر سپوتوں کے خواہشات کے مطابق ہمیں متحد ہو کر کھڑے ہونا پڑے گا۔علاقہ مذہب ذات اور قوم کی تفریقات سے اوپر اٹھکر ہمیں آگے بڑھنا ہوگا۔اس ڈگر پر آگے بڑھنے کے لیے درکار خواہش اور ہمت کے فراہم کرنے کے جذبے سے ہی یہ بسمل اشفاق نامی کتابچہ مرتب کیا گیا۔

ہمارے ان جذبات واحساسات کے مطابق ہی قابل فخر شہیدوں پنڈت رام پراساد بسمل۔اشفاق اللہ خان کے اتحاد و یکجہتی پر مبنی خیالات کو مشہور مورخ سید نصیر احمد نے کتابی شکل دی۔ یہ کتابچہ مخلص معاونین کے مالی تعاون سے پہلے بسمل اشفاق کے نام سے 2015 میں تلگو میں شائع کیا گیا۔بسمل اشفاق کے یوم شہادت یعنی 19 ڈسمبر کے موقعہ پر اس کتابچہ کی دونوں تلگو ریاستوں آندھرا پردیش اور تلنگانہ کے تقریباً 55 مقامات پر ایک ساتھ رونمائی ہوئی۔ایک کتاب کا ایک ہی دن میں (55) مقامات پر رونمائی ہونا تلگو ادبی تاریخ میں ایک تاریخی اور یادگار واقعہ بن گیا۔اس کے بعد مواد کے لحاظ سے بھی یہ کتاب مفکرین اور عوام سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے۔

اس کتابچہ کو اردو ہندی اور انگریزی زبانوں میں بھی شائع کرنے کی قارئین کے

اصرار پر اس سمت میں کام شروع کیا گیا۔اس سے پہلے بھی ’’تحریک آزادیٔ ہند اور آندھرا پردیش کے مسلمان‘‘ نامی کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں اخلاقی اور مالی مدد فراہم کرنے والے اہم سماجی کارکن محترم جناب شیخ باشا محی الدین صاحب اور انکے مخلص بھائی جناب شیخ مستان باشاہ (صدام باشاہ) صاحب کے ساتھ مل کر ’’بسمل اشفاق‘‘ نامی تلگو کتابچہ کو ’’رام پر اساد بسمل ۔اشفاق اللہ خان‘‘ کے نام سے اردو میں شائع کروانے دست تعاون دراز کرتے ہوئے آگے آئے۔

اس تلگو کتاب کو اردو کا جامہ پہنانے کی ذمہ داری کو اہم مورخ متعدد کتابوں کے مصنف ومترجم ہمہ لسانی ماہر جناب ابو الفوزان صاحب (کریم نگر۔تلنگانہ) نے نہ صرف یہ کہ قبول کیا بلکہ بڑی سرعت سے اس کام کو تکمیل تک پہنچا کر ہمارے حوالے کر دیا۔جس کے لیے ہم تہہ دل سے ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔اس طرح ہر جہت سے مکمل اور بھر پور تعاون حاصل ہونے کی وجہ سے ہی ہم ’’رام پر اساد بسمل ۔اشفاق اللہ خان‘‘ نامی اس اردو کتاب کو مقررہ وقت میں مکمل کر کے قارئین کی نظر کر سکے۔ہماری اس کوشش میں مالی مادی اخلاقی تعاون کرنے والے مخلصین اور تمام دوست واحباب کا ہم تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

ناشر

آزاد ہاؤز آف پبلی کیشن

رام پر اساد بسمل ۔ اشفاق اللہ خان

(ہندو۔ مسلم اتحاد و یکجہتی کی زندہ مثال)

تحریک آزادیٔ ہند میں دورِ آتشیں کے طور پر بیان کئے جانے والے انقلابی زمانے میں مادر وطن کی آزادی کے لیے کی جانے والی انقلابی جدو جہد میں نمایاں اور دلیر کارنامہ انجام دینے والے رام پر اساد بسمل اور اشفاق اللہ خان کے درمیان قائم ہونے والی دوستی بے مثال قربانیوں سے پر تھی۔ یہ بے مثال قربت اس زمانے کے لیے بھی اور آج کے لیے بھی قابل تقلید ہے۔

پہلی جنگ آزادی کے وقت سے ہی مجاہدین کو پیدا کرنے والی سرزمین اتر پردیش کے شہر شاجہان پور میں بتاریخ ۲۲ر اکتوبر ۱۹۰۰ء کو ایک تعلیم یافتہ خوشحال زمیندار گھرانے میں اشفاق اللہ خان پیدا ہوئے۔ انکی والدہ کا نام مظہر النساء بیگم اور والد ماجد کا نام شفیق اللہ خان تھا۔ اشفاق اللہ خان بچپن ہی میں تحریک آزادی سے متاثر ہو گئے تھے۔ اسی سلسلے کی کڑی کے طور پر آل انڈیا قومی کانگریس کے پرچم تلے ہونے والے مختلف پروگراموں میں وہ بچپن ہی سے حصہ لینے لگے۔ اس کے بعد ان کے اپنے گاؤں کے ابی رچ مشن ہائی اسکول میں پڑھتے وقت وہاں جو واقعات گذرے اور وہاں کے طلباء سے قائم ہونے والے تعلقات، اس کے علاوہ ادھر قومی سطح پر رونما ہونے والے جدید تغیرات،

مقامی حالات میں آنیوالی تبدیلیاں۔ یہ تمام عوامل ملکر اشفاق اللہ خان کو انقلابی راستے پر ڈالدئے۔

پنڈت رام پرساد بسمل ۱۱ رجون ۱۸۹۷ء کوشاہ جہان پور کے ایک روایتی براہمن خاندان میں پیدا ہوئے ان کی والدہ کا نام مولامتی اور والد ماجد کا نام مرلی دھر تھا۔ بسمل بچپن ہی سے آریہ سماج کی سرگرمیوں میں دلچسپی لینے لگے۔ اردو ہندی اور انگریزی زبانوں میں اچھی مہارت رکھنے والے بسمل شاعری بھی کرنے لگے۔ بسمل تخلص رکھتے تھے۔ انھوں نے کئی کتابیں بھی شائع کروائیں۔ انگریزوں کے ذریعہ ہندوستانی عوام پر ڈھائے جانے والے مظالم سے متنفر ہوکر رام پراساد بسمل قومی تحریک میں شامل ہوگئے۔ قومی تحریک میں کام کرتے وقت پیش آنے والے بہت سے واقعات انکے ذریعہ حاصل ہونے والے تجربات کی روشنی میں وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ مسلح جدوجہد (یعنی عسکری طاقت) ہی سے غیر ملکی حکمرانوں کو ملک سے نکال سکتے ہیں۔ اس زمانے کے اہم انقلابیوں سے ملکر ''ہندوستان ریپبلک اسوسی ایشن'' نامی تنظیم قائم کرکے مسلح جدوجہد شروع کی۔

جس اسکول (Abbie Rich Mission High School) میں اشفاق پڑھ رہے تھے اسی اسکول میں رام پراساد بسمل بھی زیر تعلیم تھے۔ اشفاق اللہ خان کے بڑے بھائی ریاست اللہ خان اور رام پراسا بسمل دونوں ایک ہی ابی رچ مشن اسکول میں پڑھنے کی وجہ سے آپس میں اچھے دوست بھی تھے۔ ایک مرتبہ شاجہاں پور سے قریب ''قنوت'' دریا کے کنارے ریت کے ٹیلوں پر ایک میٹنگ ہوئی۔ یہ معلوم ہونے پر کہ رام پراساد بسمل اس میٹنگ میں شرکت کرنے والے ہیں۔ اشفاق بھی اس مجلس میں شریک ہوئے۔ اس میٹنگ میں رام پراساد بسمل نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مادر وطن کی آزادی کے لیے وہ ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار ہیں، اوراس کے ساتھ انہوں نے یہ اپیل بھی کی کہ مادر وطن کو آزاد کرانے کے لیے تمام نوجوانوں کو تیار ہوجانا چاہیے۔ یہ تقریر اشفاق کے دل

کو بھا گئی۔اسی وقت اشفاق نے رام پر اساد بسمل کی قیادت میں چلنے والی اس انقلابی تحریک میں شامل ہونے کا ارادہ کرلیا۔

اسوقت سے اشفاق رام پراساد بسمل سے ملنے کی کوشش شروع کردی۔اپنی ان کوششوں میں وہ کئی مرتبہ ناکام بھی ہوئے۔

اس بات کو خود رام پراساد بسمل نے اپنی خودنوشت سوانح حیات میں اس طرح بیان کیا ہے۔ **"مجھے اچھی طرح یاد ہے۔شہنشاہ کے اعلان معافی کے بعد جب دوبارہ میں شاہ جہاں پور آیا تو تم نے پہلے تو مجھ سے اسکول میں ملاقات کی۔تمہارے دل میں مجھ سے ملنے کی شدید خواہش تھی۔لیکن مین پوری سازش کے سلسلے میں تم مجھ سے کچھ بات کرنا چاہتے تھے۔اسکول میں پڑھنے والے ایک مسلم طالب علم کی زبان سے ایسی باتیں سن کر پہلے تو میں شک میں پڑ گیا۔اس لیے تمہارے سوالات کے انتہائی لاپرواہی سے جوابات دئے۔جس کی وجہ سے تمہیں اس وقت انتہائی تکلیف پہنچی۔تمہارے دل کی جو کیفیات تھیں ان کو میں تمہارے چہرے کے اتار چڑاؤ سے صاف محسوس کررہا تھا۔** (بسمل کی خودنوشت سوانح حیات (ہندی ماخذ) شری رام پراساد بسمل،تلگو ترجمہ۔شری انگوا ملی کارجنا شرما، مارکسٹ ادھیہ ینا ویدیکہ۔حیدرآباد۔۱۹۸۹،صفحہ ۱۰۵)

اشفاق کو رام پراساد بسمل کے انقلابی دستے میں شامل نہیں کیا گیا۔اشفاق کے خلوص ایمانداری اور لگاؤ کو ابتدائی مراحل میں رام پراساد بسمل نے شک کی نظر سے دیکھا۔اس سبب سے وہ ہمیشہ اشفاق کے تئیں بے اعتنائی اور لاپرواہی سے پیش آتے رہے۔ان شکوک وشبہات اور بے عزتی کی پرواہ کئے بغیر اشفاق اپنی کوشش میں لگے رہے۔اس کا ذکر کرتے ہوئے بسمل لکھتے ہیں کہ: **"لیکن اس کے باوجود تم نے اپنی کوششیں ترک نہیں کیں۔اور مضبوطی سے اپنے موقف پر جمے رہے۔آخر کسی نہ کسی طرح موقعہ پا کر لکھنو کانگریس میں مجھ سے بات کر ہی لی"**۔(بسمل کی خودنوشت سوانح حیات' صفحہ:۱۰۵)

لیکن اشفاق اللہ خان مایوس نہ ہوکر اپنی کوششیں جاری رکھیں، آخر کار رام پر اساد بسمل کو اشفاق کے خلوص کے سامنے جھکنا ہی پڑا۔ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے رام پر اساد نے لکھا: ''**اپنے دوستوں سے سفارش کروا کر تم نے مجھے مطمئن کرنے کی کوشش کی۔ آخر کار تم ہی جیت گئے۔ اپنی کوششوں کی بدولت تم نے میرے دل میں اپنا مقام بنالیا۔ مزید اس کے جب یہ معلوم ہوا کہ تمہارے بڑے بھائی اردو مڈل اسکول میں میرے ہم جماعت اور دوست تھے تو مجھے بے انتہاء خوشی و مسرت ہوئی**'' (بسمل کی خودنوشت سوانح حیات' صفحہ: ۱۰۵) اس طرح اس انقلابی دستے میں اشفاق کو ممبر شب ملنے کی وجہ سے رام پر اساد بسمل اور اشفاق اللہ خان کی دوستی پروان چڑھنے لگی۔

۱۹۲۱ء کو احمد آباد میں منعقدہ آل انڈیا کانگریس کے اجلاسوں میں رام پر اساد بسمل اشفاق اللہ خان نے چند دوستوں کے ساتھ شرکت کی۔ اس اجلاس میں مولانا حسرت موہانی نے مکمل آزادی کی تجویز پیش کی۔ اس تجویز کی مکمل اور جوں کی توں تائید کرنے کے لیے شرکائے اجلاس کو مخاطب کرتے ہوئے مولانا نے جو تقریر کی وہ شرکائے اجلاس کو مسحور کر لیا۔ اس سلسلے میں اشفاق اللہ خان رام پر اساد بسمل اور انکے ساتھیوں نے مولانا حسرت موہانی کی بھرپور تائید کی۔ اس تجویز کی مہاتما گاندھی نے سخت مخالفت کرنے کی وجہ سے اس دن یہ تجویز ریزلیوشن کی شکل اختیار نہ کر سکی۔

اس طرح اشفاق بسمل ملکر انڈین نیشنل کانگریس کے اجلاسوں اور کانفرنسوں میں شرکت کرنے لگے۔ اس کے علاوہ بسمل کی قیادت میں ''ہندوستان ریپبلک اسوسی ایشن'' کے ذریعہ انجام پانے والی کئی دلیرانہ انقلابی حملوں میں اشفاق نے حصہ لیا۔ ''ملکی عوام کو تکلیف پہنچانے والی ایسی دلیرانہ کارروائیوں کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ کوئی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ الٹا ہم عوامی تائید سے محروم ہوجائیں گے''۔ جیسے خیالات رکھنے والے اشفاق نے ان کارروائیوں پر اپنی ناراضگی ظاہر کی۔ لیکن اسکے باوجود جمہوری انداز میں انقلابی دستے

کے ایک رکن کی حیثیت سے انقلابی دستے کے فیصلے کو قبول کرتے ہوئے دستے کے ذریعہ روبہ عمل لائے جانے والی تمام سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا کرتے تھے۔

اشفاق مذہب اسلام کے پیروکار تھے۔جبکہ بسمل آریہ سماجی تھے۔ ہندو دھرم سے نکل کر دوسرے دھرموں کو قبول کرنے والوں کی شدھی کر کے انہیں پھر سے ہندو دھرم میں واپس لانے کی سرگرمیوں میں رغبت سے حصہ لینے والی شخصیت تھے رام پرساد بسمل۔ مذاہب کے نقطہ نظر سے اشفاق اور بسمل کی راہیں جدا ہونے کے باوجود برٹش حکمرانی سے مادر وطن کو آزاد کروانے کی مشترکہ اور شدید آرزو نے ان دونوں کو ایک ہی راہ پر ڈال دیا۔اس طرح قائم ہونے والی ان دونوں کی دوستی تحریک آزادی ہند کی تاریخ میں ایک بے مثال نظیر بن کر چمک رہی ہے۔اسوقت بھی اور آج کے لیے بھی یہ دوستی ایک قابل تقلید نمونہ کے طور پر یادگار بن چکی ہے۔

یہ دوستی اس زمانے میں کس طرح ایک ہل چل پیدا کر چکی تھی،ان مجاھدین آزادی کے تعلق سے انکے عزیز و اقارب کیا کہتے تھے اس کا ذکر کرتے ہوئے اپنی خودنوشت میں بسمل یوں لکھتے ہیں:

''ایک خالص آریہ سماجی میں اور ایک مسلمان میں یہ دوستی کیسے قائم ہوئی؟ یہ دیکھ کر لوگ دنگ رہ جاتے ۔میں مسلمانوں کو (پھر سے ہندو بناتے ہوئے) شدھی کرتا رہتا تھا۔آریہ سماج کی مندر ہی میں میرا قیام تھا۔لیکن تم نے ان تمام چیزوں کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کی ۔میرے بعض دوست محض اس لئے کہ تم مسلمان ہو حقارت کی نظر سے تمہیں دیکھتے تھے۔لیکن تم مضبوط ارادہ سے جمے رہے' مجھ سے ملاقات کے لیے تم اکثر آریہ سماج کی مندر آتے جاتے رہتے' ہندوؤں اور مسلمانوں میں جب فسادات ہوتے تو تمہارے محلے کے اکثر لوگ تمہارے منہ پر ہی تمہیں لعن طعن کرتے ۔لیکن تم کبھی بھی ان کے خیالات سے متفق نہ ہو سکے۔'' (بسمل کی خودنوشت سوانح حیات' صفحہ:۱۰۵)

آریہ سماج سے تعلق رکھنے والے رام پر اساد بسمل سے دوستی منقطع کرنے اشفاق کے گھر والے‘ دوست احباب ان پر کافی دباؤ ڈالتے رہے۔لیکن اشفاق بسمل کی دوستی سے کنارہ کش نہیں ہوئے۔وہ ہر دن بسمل سے ملتے ۔زیادہ سے زیادہ وقت ان کے ساتھ گذارتے ۔وطن عزیز کی آزادی ہی ان دو بہادروں کی دوستی کا مرکزی نکتہ تھی ۔اس چیز کو اقرباءاور دوست احباب سمجھ ہی نہ سکے۔اس دوستی کا اصل مدعا نہ جاننے کی وجہ‘ سے اشفاق کے گھر والے اور زیادہ تشویش میں مبتلا ہوگئے ۔وہ ڈر رہے تھے کہ کہیں اشفاق اپنا مذہب چھوڑ کر‘ شدھی ہو کر ہندوؤں میں نہ مل جائے۔اسی لئے بسمل کی دوستی ترک کرنے پر وہ زور دیتے رہے۔ایک بار ناسازیٔ صحت کی بنا پر اشفاق پر غشی طاری ہوگئی۔لیکن ایسی حالت میں بھی ہر دن مل کر تبادلہ خیال کرنے والے اپنے خاص دوست رام پر اساد بسمل کو پکارنے لگے۔بار بار رام پر اساد بسمل کو’’رام رام‘‘ کہہ کر پکارنے سے ان کے گھر والوں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔

اس واقعہ کو رام پر اساد بسمل نے اس طرح بیان کیا: **’’تمہارے محلے میں لوگ علی الاعلان تمہاری مذمت کرتے۔ یہاں تک کہ تمہیں کافر کہہ کر پکارتے۔لیکن تم نے کبھی بھی ان کے خیالات سے اتفاق نہیں کیا۔مجھ سے تمہیں بے انتہاء لگاؤ تھا۔تم نے کبھی بھی مجھے اپنے پورے نام سے نہیں پکارا‘ تم ہمیشہ مجھے رام کہہ کر ہی مخاطب کرتے رہتے ۔ایک مرتبہ تم دل کی دھڑکن تیز (Palpitation of heart) ہوجانے کی وجہ سے بے ہوش ہوگئے‘اس وقت تمہاری زبان سے بار بار’’رام رام‘‘ کے الفاظ ہی نکل رہے تھے۔اس کے سبب تمہارے اردگرو جمع ہونے والے تمہارے بھائی اور دیگر اقرباء حیران رہ گئے کہ یہ کیا بات ہے کہ تمہاری زبان سے رام رام کے الفاظ نکل رہے ہیں۔اس پر ان لوگوں نے تمہیں ’اللہ اللہ‘ کہنے کی تلقین کرتے رہے۔لیکن تم نے رام رام کہنا بند نہیں کیا۔ لیکن اسی عرصے میں اس رام نام کے راز سے واقف ایک دوست کا وہاں آنا ہوا اور اس**

نے فوری مجھے وہاں طلب کرلیا۔ مجھ سے ملنے کے بعد ہی تمہیں افاقہ ہوا۔اس کے بعد ہی وہاں موجود لوگوں کو پتہ چل گیا کہ اس ''رام نام'' کے ورد میں چھپا ہوا راز کیا تھا؟'' (بسمل کی خودنوشت سوانح حیات' صفحہ:۱۰۶)

رام پراساد بسمل نے کبھی بھی اپنے مذہبی خیالات سے اشفاق کو متاثر کرنے کی کوشش نہیں کی۔اس سلسلے میں وہ وسیع النظر اور راست باز تھے۔اشفاق کے گھر والے گھبرا رہے تھے کہ کہیں اشفاق بسمل کے ذریعہ شدھی نہ ہوجائے۔اس تشویش سے واقف ہونے کے بعد انہوں نے کہا'' **تمہارے گھر والے تمہاری حرکات سے پریشانی میں مبتلا ہوگئے کہ کہیں تم اپنا مذہب چھوڑ کر' شدھی ہوکر ہندو نہ بن جاؤ۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ تمہارا دل کبھی بھی اشد (ناپاک) تھا ہی نہیں۔تو پھر یہ لوگ جان ہی نہ سکے کہ تم کس چیز کی شدھی کرالیں گے۔اس طرح تم نے جو ترقی حاصل کی اس نے میرا دل جیت لیا۔''** (بسمل خودنوشت:۱۰۶)

بسمل نے اس طرح اشفاق کے مذہبی خیالات کو خراج تحسین پیش کیا۔ جہاں بسمل ہوتے وہاں اشفاق ضرور ہوتے۔ان دونو جوانوں نے ایک مثالی دوستی کا مظاہرہ پیش کیا۔ایک عظیم مقصد کی خاطر وجود میں آنیوالا یہ بندھن ذات' قوم' مذہب اور علاقہ کی تفریق سے بھی بلند ہوتا ہے۔اس چیز کو ان دونوں نے اپنی دوستی کے ذریعہ ثابت کردکھایا۔مادر وطن کو غیر ملکی حکمرانوں کی غلامی سے آزاد کرانے شروع کردہ مسلح جدوجہد مذہب اور مذہبی روایات کی زنجیروں کو توڑ کر بھی حصول مقصد میں کامیاب ہوجاتی ہے۔اس نظریہ کو ان دوساتھیوں نے حقیقت واقعہ کے طور پر تاریخ میں درج کروادیا۔

ان دوساتھیوں کو ان کے اپنے مذہب والوں نے خارج از مذہب قرار دیکر ان کی مذمت کی۔بسمل کو ان کے اپنے ساتھیوں نے جو وارننگ دی تھی' اس کا ذکر کرتے ہوئے وہ اس طرح رقمطراز ہیں:

''ہمارے احباب میں اکثر تمہارے بارے میں (اشفاق کے بارے میں) تذکرہ

ہوتے رہتا۔(وہ کہتے تھے)تم بھروسہ کررہے ہو۔لیکن یادرکھوتم دھوکہ کھاجاؤ گے‘لیکن آخرکارتم ہی جیت گئے‘‘۔(بسمل کی خودنوشت سوانح حیات‘صفحہ:۱۰۶)

اس طرح بسمل نے خود ہی اعتراف کرلیا۔ان دودوستوں کے ساتھیوں نے‘ گھروالوں نے چاہے کتنی ہی مذمت کی ہولیکن ان دودوستوں کی یہ مثالی دوستی آخرتک بر قراررہی۔اس کوبسمل نے اس طرح ذکرکیا۔**’’ہم دونوں کے درمیان من وتو کاامتیاز مٹ گیا۔اکثر ہم دونوں نے ایک ہی پلیٹ میں کھانا کھایا‘‘ (بسمل کی خودنوشت سوانح حیات‘صفحہ:۱۰۶)**

مسلمانوں کے تعلق سے بسمل جن غلط فہمیوں کاشکار تھے۔اشفاق نے اپنے حسن عمل سے ان تمام غلط فہمیوں کودورکردیا۔مادروطن کی آزادی جب اہم نکتہ بن جاتی ہےتوچاہے وہ مسلمان ہوکہ ہندوایک ہی طرح کے جذبات رکھتے ہیں۔ایک ہی طرح کی قربانیوں کے لیے تیاررہتے ہیں۔ان جذبات واحساسات اورقربانیوں کے لیے مذہب کبھی بھی رکاوٹ نہیں بن سکتااورنہیں بننا چاہئے۔اشفاق نے اپنے پختہ ارادے اورمسلسل عمل و کردارسے اس چیزکوثابت کردکھایا۔**’’آخرکارہندوؤں اورمسلمانوں میں کچھ فرق ہے‘جیسے خیالات میرے دل ودماغ سے دورہونے لگے۔تم مجھ پر بے پناہ اعتمادکرتے اورمجھ سے ٹوٹ کرمحبت کرتے۔‘‘(بسمل کی خودنوشت سوانح حیات‘صفحہ:۱۰۶)**

آخرکارایک سناتن دھرم کے پریمی کو‘آریہ سماج کے پنڈت رام پراساد بسمل کوخود اشفاق کے بارے میں اس طرح کااعتراف کرنا پڑا۔

مادروطن کی خدمت کے لیے انقلابی تحریک کاحصہ بننے کے خواب دیکھنے والے اشفاق کوآخرکاران خوابوں کوحقیقت کاروپ دینے کاراستہ نظرآیاتووہ خوشی سے پھولے نہ سمائے۔اورانہوں نے اعلان کیا:’’میں آزادی اورخودمختاری کاخواہشمند ہوں آزادی کے لیے اپنی جان کوبھی حقیر سمجھ کراسے قربان کرنے میں ہمیشہ تیارہوں۔غلامی کاہار

چاہے وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اسے پہننا، میں ہرگز پسند نہیں کروں گا‘‘۔ اس طرح اشفاق اللہ خان نے رام پراساد کے ساتھ مل کر انقلابی تحریک میں شامل ہو گئے۔

ابتداء میں رام پراساد اشفاق کو دھتکارتے رہے۔ تحریک میں شامل کرنے سے انکار کرتے رہے۔ لیکن اشفاق کی سچائی، ان کی جانثاری، ان کی قربانی اور تحریک سے ان کی دلی وابستگی سے متاثر ہو کر آخر میں اشفاق سے اتنا ہی خوش ہو گئے۔ اشفاق کے کردار، ان کی سچائی خالص انقلابی خیالات کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے رام پراساد نے کہا: ’’**میرے خیالات کا رنگ تم پر بھی چڑ گیا۔ تم بھی ایک پختہ کار انقلابی بن گئے۔ اب اس کے بعد سے رات دن تمہاری ایک ہی دھن تھی، ایک ہی لگن تھی، اور مسلسل کوشش تھی کہ جس طرح بھی ممکن ہو مسلم نوجوانوں میں بھی انقلابی خیالات کو داخل کریں۔ وہ بھی انقلابی تحریک میں اپنا حصہ جتائیں۔ اپنے عزیز واقارب میں جتنے بھی لوگ تھے ان تمام پر تم نے اپنے خیالات کا اثر ڈالنے کی کوشش کرتے رہے۔ میرے اور ساتھی اس بات پر ہمیشہ دنگ رہ جاتے کہ ایک مسلم نوجوان کو انقلابی تحریک کا ایک مشہور معروف کارکن بنانے میں میں نے کس طرح کامیابی حاصل کی۔ تم بہت وسیع النظر ہو۔ تمہارے خیالات عظیم ترین ہیں**‘‘۔ (بسمل کی خودنوشت سوانح حیات، صفحہ ۱۰۷)

انقلابی تحریک کے ایک کارکن کی حیثیت سے اشفاق پر کتنی ہی مشکل ترین ذمہ داریاں ڈالی گئیں لیکن انہوں نے کبھی بھی انکار نہ کیا اور نہ ہی ان کو ادا کرنے میں ناکام ہوئے۔ ان کے شخصی خیالات خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہوں لیکن انہوں نے ہمیشہ ہی تحریک کے متفقہ فیصلے کا احترام کیا۔ ایک بہترین تربیت یافتہ فوجی کی طرح انہوں نے اپنے تفویض کردہ فرائض کو بحسن وخوبی ادا کرتے رہے جس کے سبب وہ بسمل کے قریب ترین ہو گئے۔ اس نکتہ کو بیان کرتے ہوئے بسمل لکھتے ہیں۔ ’’**تم نے میرے تئیں جن اخلاق کا اور جس وفاداری کا مظاہرہ کیا وہ بے حد قابل تعریف ہے۔ تم نے کبھی بھی میری عدول**

حکمی نہیں کی۔ایک وفادار اور قابل بھروسہ کارکن کی طرح تم نے ہمیشہ ہی میرے احکام کی تعمیل کی۔تمہارا دل بہت کشادہ ہے تمہارے خیالات اعلیٰ ترین ہیں۔" (بسمل کی خود نوشت سوانح حیات، صفحہ:۱۰۷)

انقلابی تحریک پر اٹوٹ ایقان رکھنے والے مضبوط ارادے کے مالک اشفاق جسمانی طور پر بھی بہت مضبوط اور طاقتور تھے۔اشفاق کو تحریک میں شامل کرنے پر بعد میں بسمل اس پر فخر محسوس کرتے تھے۔اشفاق کو وہ ایک بہت بڑا بہادر گردانتے تھے۔اس کا انہوں نے بڑے فخر سے اس طرح اعلان بھی کیا۔ **"آج مجھے جو تھوڑا بہت اطمینان اگر حاصل ہے تو وہ صرف تمہاری ہی وجہ سے ہے کہ تم ہی نے دنیا میں میرے نام اور شہرت کے پھیلنے کا ذریعہ بنے۔"اشفاق نے انقلابی تحریک میں حصہ لیا۔بھائی بہن، رشتہ دار سختی سے منع کرنے کے باوجود وہ انہیں خاطر میں نہیں لائے۔قید ہونے کے باوجود بھی اپنے خیالات سے دستبردار نہ ہوکر اس پر مضبوطی سے قائم رہے۔"یہ بات ہندوستانی تاریخ میں ضرور لکھی جانی چاہیے۔جسمانی اعتبار سے تم جس قدر طاقتور ہو ذہنی اعتبار سے بھی تم ایک عظیم بہادر کی طرح ڈٹے رہے۔تم نے یہ ثابت کردیا کہ تمہاری روح عظیم ترین ہے۔"** (بسمل کی خود نوشت سوانح حیات، صفحہ:۱۰۸)

اشفاق نے اپنے آپ کو انقلابی تحریک کے لیے وقف کرکے مطمئن نہیں ہوئے۔اس کے بجائے وہ انقلابی خیالات کو اپنے دوست واحباب میں بھی پھیلانے کی کوشش کرتے رہے۔ایک انقلابی کی حیثیت سے اپنے مقاصد کو اپنے عزیز واقارب پر واضح کرتے ہوئے انہیں بھی مادر وطن کی خدمت کے لیے کمر بستہ رہنے کی تلقین وتاکید کرتے رہے۔(صفحہ:۱۰۷)اسی چیز کو بسمل نے اس پیرایہ میں بیان کیا ہے:

جتنے بھی تمہارے دوست احباب تھے۔ان تمام پر اپنے خیالات کا اثر ڈالنے کی تم کوشش کرتے رہے آخر کار ان سرگرمیوں کی وجہ سے ہی عدالت میں تمہیں میر الفٹیننٹ

(نائب) قرار دیا گیا۔آخر میں فیصلہ لکھنے والے جج نے بھی تمہارے گلے میں ہار (پھانسی کا پھندا) ڈالا۔(بسمل کی خودنوشت سوانح حیات، صفحہ:۱۰۸)

اس انقلابی تنظیم کے تمام ارکان میں اشفاق اللہ خان کی ایک خصوصیت تھی۔ انقلابیوں کے اجلاسوں میں دوسرے رفقاء کے خیالات کی پرواہ کئے بغیر وہ اپنے خیالات کو واضح اور دوٹوک انداز میں پیش کردیتے۔انقلابی رفقاء خواہ کتنی ہی مخالفت کیوں نہ کریں وہ ضرور اپنے انفرادی خیال کو بغیر کسی لاگ ولپیٹ کے سب کے سامنے پیش کردیتے۔لیکن اجلاس میں جب کسی ایک بات پر فیصلہ ہوجاتا تو اس اجتماعی فیصلہ کا احترام بھی کرتے۔اس متفقہ فیصلہ کو روبہ عمل لانے میں خواہ کتنے ہی خطرات کیوں نہ ہوں، اس کی پرواہ کئے بغیر اس پرعمل آوری کے لیے آگے بڑھ جاتے۔یہ خصوصیت اشفاق کی ہمت اور شجاعت کے ساتھ ساتھ جمہوریت کے تئیں ان کے احترام کی دلیل کہی جاسکتی ہے۔

اشفاق اللہ خان نے اس بات کو کبھی پسند نہیں کیا کہ انقلابی تحریک میں وہ کسی کے ماتحت رہیں۔یہاں تک کہ تحریک کے قائد کے بھی وہ رفیق بن کر ہی رہے لیکن بسمل کا ماتحت کہوانا پسند نہیں کیا۔اپنی بے مثال خودداری کی حفاظت کرتے ہوئے خالص انقلابی کی طرح اشفاق انقلابی تحریک میں ایک عظیم مجاہد کی طرح پروان چڑھے۔اشفاق کی طبیعت، ان کا مزاج اور ان کی خودداری سے متعلق رام پرساد بسمل اپنی سوانح میں اس طرح لکھتے ہیں۔**''تم میرے چھوٹے بھائی کی طرح ہوگئے ہو۔لیکن ایک بھائی کی طرح برتاؤ کرنے پر بھی تم مطمئن نہ ہوسکے۔تم چاہتے تھے کہ تمہیں مساوی درجہ دیا جائے۔مساوی طور پر میرے دوست کی حیثیت سے پہچان ہمیشہ تمہاری خواہش رہا کرتی تھی۔آخر میں یہی ہوا۔**(خودنوشت۔رام پرساد بسمل صفحہ:۱۰۵)

ان دو انقلابیوں کے درمیان ایسے گہرے تعلقات کی وجہ سے ہی کاکوری ریل واقعہ میں پھانسی کی سزا سنائے جانے کے بعد ۱۹۲۷ء ڈسمبر کے مہینے میں رام پرساد بسمل

نے جیل میں اپنی جو سوانح حیات لکھی اس میں اشفاق پر پورا ایک باب مختص کردیا۔ اس باب میں اشفاق اللہ خان کے تعلق سے انکی بے لوثی۔ دلیری، جذبۂ قربانی، مادر وطن کے تئیں ان کے عزت واحترام کے جذبات وغیرہ کے تعلق سے بسمل نے بہت تفصیل سے لکھا۔ اس طرح لکھنے والے بسمل ۷ ۱۹۲ء ڈسمبر ۱۶ر تاریخ تک یعنی اپنی پھانسی کے مقررہ دن سے تین دن قبل تک جو کچھ لکھا تھا ان متعلقہ کاغذات کو بسمل نے ان کا انٹرویو لینے کے لیے آنے والے ''شواورما'' کے ذریعہ انتہائی خفیہ طور پر جیل کے باہر پہنچادیا۔ اس سوانح حیات کو اخبار پراتاپ کے ایڈیٹر شری گنیش شنکر ودیارتھی نے ۱۹۲۹ء میں ایک کتاب کی شکل میں شائع کردیا۔ ۱۹۳۹ء میں انگریز حکومت نے اس کتاب پر پابندی لگادی۔ لیکن اس سے پہلے ہی یہ کتاب عوام میں پھیل چکی تھی۔ ملک کی آزادی کے بعد یہ کتاب پھر ایک بار شائع ہوکر عوام میں مقبول ہوگئی۔

اس کتاب میں اشفاق پر ایک خصوصی باب لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی اسکی وضاحت کرتے ہوئے رام پراساد نے کہا کہ: **''اس کیس میں میرے ساتھ حصہ لینے والوں میں کس کس کی زندگی کی ذمہ داری میرے کندھوں پر رہی ہے اس میں زیادہ تر حصہ شری اشفاق اللہ خان وارثی سے متعلق ہے۔ لہٰذا اس آخری وقت میں ان کے بارے میں میرے ان ہاتھوں سے چند باتیں لکھنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں''**۔ (بسمل کی خودنوشت سوانح حیات، صفحہ: ۱۰۵)

اس طرح اس انقلابی تنظیم میں اشفاق اللہ خان کے ادا کردہ کردار کی کتنی اہمیت تھی اشفاق اللہ اور رام پراساد بسمل کے درمیان جو گہرے اٹوٹ، اور بے مثال دوستانہ تعلقات پروان چڑھ کر مستحکم ہوچکے تھے۔ ان کی نوعیت کا بسمل کے ذریعہ لکھے گئے متذکرہ بالا سطور سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اشفاق اللہ خان نے ہندو مسلم اتحاد کو اولین درجہ دیا۔ مساوات پر مبنی سماج کی تشکیل

کو اشفاق نے جتنا اہم قرار دیا تھا ہندو مسلم اتحاد کو بھی وہ انتہا ہی اہم قرار دیتے تھے۔ مولانا ابوالکلام آزاد کی سطح پر ہندو مسلم اتحاد کی علامت بن کر رام پر اساد بسمل اور اشفاق اللہ خان نمونے کے کردار نظر آتے ہیں۔اس چیز کو بسمل نے یوں ذکر کیا ہے: **''تم ہمیشہ ہندو مسلم اتحاد ہی کے خواہشمند رہتے ہو۔ بے شک تم ایک سچے مسلم اور ایک سچے دیش بھگت (محب وطن) ہو (بسمل کی خودنوشت سوانح حیات: صفحہ ۱۰۵)**

ہندوستانی عوام اگر مذہب کے نام پر آپس میں بٹ کر علیحدہ ہو کر اتحاد کو نقصان پہنچایا تو کسی صورت میں آزادی کا حصول ممکن نہ ہو سکے گا۔ یہ ان دونوں نے واشگاف انداز میں اعلان کیا۔اسی لئے اشفاق اور بسمل اس نتیجے پر پہنچے کہ انگریزوں کی عمل داری سے اگر ملک کو آزاد ہونا ہے تو ہندو مسلم اتحاد ناگزیر ہے۔

اس نکتہ کو بیان کرتے ہوئے اشفاق اللہ خان نے اپنے آخری دنوں میں عوام کو اس طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا: **''ہندوؤں اور مسلمانوں میں عدم اتحاد ہی کے سبب انگریزوں کی حکمرانی چل رہی ہے۔اس عدم اتحاد ہی کے سبب ہندوستان پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ دولت اور عہدوں کے لالچ کے ذریعہ انگریز ہمیں تقسیم کر کے اپنی چاندی بنا رہے ہیں ۔بڑے بڑے لوگ بھی اس معاملے میں مستثنیٰ نہیں ہیں۔میں مر رہا ہوں، اپنے ملک کے لیے جان دے رہا ہوں۔ میری بات سنو، اتحاد سے رہو''۔**
Shaheed Ashfaqullah khan aur unka yug - By)
(Sudhir Vidyarthi, P: 119

اس زمانے میں شدھی کے ذریعہ آریہ سماجی اور تبلیغی اداروں کے ذریعہ مسلمان تبدیلی مذہب کی جو کوششیں کر رہے تھے۔اشفاق اس سے ناراض تھے۔مذہب کے نام پر ہمارے ملک میں جو جھگڑے چل رہے تھے اشفاق نے اس کو حکمرانوں کی سازش قرار دیکر اس سے ہوشیار رہنے کی تاکید کی۔

اشفاق آخری وقت تک ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتحاد کی تمنا کرتے رہے۔اس رخ پر انہوں نے کوشش بھی کی۔ پھانسی کی سزا کی تعمیل میں ابھی تین دن باقی تھے۔یعنی ۱۹۲۷ء ڈسمبر کی ۱۶ تاریخ کو فیض آباد جیل سے ملک کے باشندوں کو مخاطب کرتے ہوئے ایک خط لکھا۔اس تاریخی خط میں انہوں نے کہا: **ہندوستان کے بھائیو! چاہے آپ جس کسی مذہب اور روایات پر عمل کرتے ہوں، لیکن ملک کی خدمت میں جٹ جایئے۔آپس کی بیکار کی لڑائیوں میں مت الجھئے۔تمام کام ایک ہی مقصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ ایسے میں یہ بیکار کے جھگڑے اور دنگے کس لئے؟ متحد ہو کر اس ملک کے اقتدار کا مقابلہ کیجئے ۔ ملک کو آزاد کروایئے۔آخر میں میں سب کو سلام کرتا ہوں۔ہندوستان آزاد ہو۔میرے بھائی خوش وخرم رہیں**''(کبھی یاد کیجئے: شہیدوں کے خطوط) ترجمہ۔جے لکشمی ریڈی، حکومت ہند کی مطبوعات، نئی دہلی ۱۹۸۰، صفحہ ۴۳)

مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان اتحاد و یکجہتی، بھائی چارہ، آپس کی رواداری کو پروان چڑھانے کی اشفاق اللہ خان شدید ترین خواہش رکھتے تھے۔وہ اس پر یقین رکھتے تھے کہ اسی اتحاد کے ذریعہ ہم غیر ملکی حکومت کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔اس زمانے میں اشفاق کی زبان سے نکلے ہوئے یہ لافانی الفاظ آج کے ہمارے اُس زمانے کے حالات میں بھی موزوں اور مناسب ہی نہیں بلکہ ضروری اور لازمی ہیں۔ دنیا بھر میں ہمارا ملک ہندوستان اگر پوری شان وشوکت سے آگے بڑھنا چاہتا ہے تو اس ملک کے اہم سماجی اکائیوں یعنی ہندو اور مسلمانوں کے درمیان یکجہتی کے خیالات مزید مستحکم ہونا انتہائی ضروری ہے۔اسی لئے ہندؤں اور مسلمانوں کے درمیان مضبوط اتحاد و یکجہتی کی وہ شدید خواہش رکھتے تھے۔

ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان گہرے اتحاد کی خواہش رکھنے والے اشفاق، اپنی زندگی کی آخری سانس تک اس رخ پر کام کرتے ہوئے اتحاد و دوستی اور مضبوط سیکولر نظام

کے ایک مثالی شخصیت کے طور پر اپنے آپ کو پیش کیا۔اسی وجہ سے بسمل کی خودنوشت سوانح حیات کا دیباچہ لکھتے ہوئے مشہور انقلابی شری منمتھا ناتھ گپتا یوں رقمطراز ہیں:" رام پراساد بسمل اور اشفاق اللہ خان کے درمیان جو گہری دوستی تھی ۔اس کو گذرے ہوئے زمانے کی سیکولر نظریات کی ایک اعلیٰ ترین مثال قرار دیا جاسکتا ہے۔"(بسمل کی خودنوشت سوانح حیات۔صفحہ ۱۷)

کاکوری ریل واقعہ جو ہندوستان کی تحریک آزاد کی تاریخ میں ہل چل مچادینے والا ایک انقلابی اور دلیرانہ اقدام کے طور پر جانا جاتا ہے اسکو رام پراساد بسمل کی قیادت میں دس نوجوانوں پر مشتمل "ہندوستان ریپبلک اسوسی ایشن" کے دستے نے ۱۹۲۵ اگسٹ ۹ر تاریخ کو انجام دیا۔اس دستے کے ممبر اشفاق اللہ خان نے ابتداء میں اس تجویز کی شدید مخالفت کی۔ان کا خیال تھا کہ اس عمل کی وجہ سے انقلابی تحریک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا۔اور برطانوی حکومت انقلابی تحریک پر ٹوٹ پڑے گی۔لیکن اس انقلابی دستے کے تمام ممبروں نے متفقہ طور پر اس تجویز کو منظور کر لینے کی وجہ سے اشفاق اللہ خان کو بھی اس فیصلے کے آگے جھکنا پڑا۔گو وہ اس تجویز کو دل سے پسند نہیں کرتے تھے لیکن جمہوری انداز میں اکثریت کے فیصلے کو نہ صرف یہ کہ قبول کیا بلکہ اس کارنامے کو انجام دینے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور سب سے اہم کردار ادا کیا۔اس انقلابی دستے کے تمام ممبروں میں چونکہ اشفاق قوی اور طاقتور تھے اس لئے جس آئرن چسٹ (لوہے کا صندوقچہ) میں حکومت کا خزانہ لے جایا جارہا تھا اسکو پستولوں ہتوڑوں اور کلہاڑوں سے توڑنے میں جب رفقا ناکام رہے تو یہ اشفاق ہی تھے جو ہتوڑوں کی اپنی زبردست اور طاقتور ضربات سے لوہے کے صندوقچہ کو توڑنے میں کامیاب ہوئے۔

جیسا کہ ابتداء ہی میں اشفاق اللہ خان نے جو اندیشہ ظاہر کیا تھا۔آخر وہی ہوا۔ انگریزی حکومت انقلابیوں پر اور انکے ہمدردوں پر ٹوٹ پڑی۔ برق رفتاری کے ساتھ

تحقیقات کو آگے بڑھاتے ہوئے برٹش حکومت نے ''ہندوستان ریپبلک اسوسی ایشن'' کے اہم ممبروں کو گرفتار کرلیا۔اس واقعہ میں بھر پور حصہ لینے والے اشفاق اللہ خان پولیس کو چکمہ دیتے ہوئے روپوش ہوگئے۔انکی غیر موجودگی میں انگریزی عدالت نے ہندوستان ریپبلک اسوسی ایشن کے ممبروں پر مقدمہ چلانا شروع کردیا۔کاکوری کے اس واقعے کے بعد روپوش ہوجانے والے اشفاق بھیس بدل کر انگریز جاسوسوں اور پولیس کے قبضے میں آئے بغیر بہت دنوں تک روپوشی میں زندگی گذارتے رہے۔آخر کار اشفاق اللہ خان کے ایک دوست کی غداری کی وجہ سے دہلی میں وہ پولیس کی گرفت میں آ گئے۔

گرفتاری کے بعد رفقاء اور انقلابی تحریک سے متعلق رازوں کا افشاء کرنے کے لیے پولیس نے اشفاق اللہ خان پر بے انتہاء ظلم وستم ڈھائے۔جب پولیس نے دیکھا کہ اشفاق تشدد اور ظلم و جبر کے آگے جھکنے والے نہیں ہیں،تو انہوں نے اپنا طریقہ کار تبدیل کیا۔مذہب کا سہارا لیتے ہوئے اشفاق سے راز اگلوانے کے لیے حکومت نے ڈپٹی سوپرنٹنڈنٹ آف پولیس تصدق حسین کو استعمال کیا۔یہ سرکار کے ملازم تصدق حسین نے رام پرساد بسمل کو ہندو اور اشفاق اللہ خان کے مسلمان ہونے کا بہانہ بناتے ہوئے مذہبی استحصال کی کوشش کی۔حکومت کی ایماء پر وہ اشفاق کے پاس آئے ،اور حسب ذیل طریقے سے انہیں سمجھانے بجھانے لگے''رام پرساد بسمل ایک ہندو ہے' آریہ سماجی ہے' ملک میں ہندوراج قائم کرنا ان کا مقصد ہے۔یہ بات مسلمانوں کے مفادات کے بالکل مغائر ہے۔**بحیثیت ایک مسلمان کے تمہیں ان لوگوں کے مذہبی تعصب کی مذمت کرتے ہوئے' حکومت کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے' کافروں کے ساتھ تعاون کرنا ہمارے مذہبی احکامات کے بالکل خلاف ہے۔اس لئے اقبالی بیان دے کر اپنی جان اور اپنے مذہب کے مفادات کا تحفظ کرو**''۔(بسمل کی خودنوشت سوانح حیات' صفحہ:۱۵۱)

اشفاق کو توڑنے کے لیے اس عہدیدار نے ان کے مذہبی جذبات کا استحصال کرنا

چاہا۔ چونکہ وہ خود ایک مسلمان ہیں اور اشفاق کے خیر خواہ ہیں اس لئے ان کی بات پر ضرور توجہ دینا چاہیے۔ انہوں نے امید دلائی کہ وہ حکومت کو منوا کر اشفاق کا بھلا کریں گے۔ اس پولیس عہد یدار کی نصیحتوں کو اشفاق مسکراہٹ کے ساتھ سنتے رہے۔ دوران گفتگو اس عہد یدار نے ہندو راج کے قیام کی جو بات کہی تھی اس کا کھرا جواب دیتے ہوئے اشفاق نے یوں کہا:

''میری خیر خواہی چاہتے ہوئے آپ نے جو کچھ نصیحتیں کیں اس کے لیے آپ کا شکر گزار ہوں۔ ہاں تو انقلابی اگر ہندوراج کے قیام کی کوشش کر رہے ہیں۔ تب بھی میں سمجھتا ہوں کہ آج کے اس بے رحم انگریزوں سے وہ ہندوراج ہی مسلمانوں کے مفادات کے لیے بہتر ہوگا۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ تمام ہندوستانیوں کی آزادی اور خود مختاری ہی انقلابیوں کی لڑائی کا مقصد ہے''۔ (بسمل کی خودنوشت سوانح حیات' صفحہ:۱۵۱)

اس دوٹوک جواب کے بعد مذکورہ عہد یدار مایوس ہوکر وہاں سے چلا گیا۔ اس ناکامی کے بعد بھی حکومت اور پولیس کے اعلی عہد یدار اپنی کوششوں سے دستبردار نہیں ہوئے۔ اس اعلی پولیس عہد یدار کے ذریعہ ہی نہیں بلکہ مجسٹریٹ عین الدین کے ذریعہ بھی اشفاق میں مذہبی جذبات وتعصّبات ابھار کر انہیں اپنے لئے کار آمد بنانے کی برٹش حکومت نے نئی کوششیں شروع کر دیں۔ منصوبے کے مطابق ایک دن مجسٹریٹ عین الدین بڑے ہی خلوص اور اپنائیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اشفاق کے پاس آئے۔ ان کی اور ان کے افراد خاندان کی خیر وعافیت دریافت کی۔ کاکوری ریل واقعہ کے اہم کیس میں ان کے رفقاء کو سنائی جانے والی پھانسی کی سزائیں' اور عمر قید جیسی سزاؤں کا ذکر کرتے ہوئے اشفاق کو ڈرانے کی کوشش کی۔ یہ تمام کوششیں بے کار ہونے کے بعد مذہب کو بطور آخری حربہ کے استعمال کیا۔

اس سلسلہ میں گفتگو کرتے ہوئے وہ بہت ہی چالاکی اور استدلالی انداز میں اشفاق کو قائل کرنے کی کوشش کی: **''یہ تمام واقعات ہندوؤں کی ایک سازش ہے۔ رام پر اساد بسمل**

ہندو حکومت کے قیام کے لیے لڑ رہا ہے۔آپ ایک مسلمان ہو کر کس طرح دھوکہ کھا گئے؟'' اس طرح کے سوالات کی انہوں نے اشفاق پر بوچھار کر دی' ان کا یہ سوال اور اس میں چھلکنے والی ''تقسیم کر کے حکومت کرو' والی بدنیتی اس سوال میں چھپے ہوئے منطق کو اشفاق بہت خوب جانتے تھے۔اس لئے انہوں نے اس عہدیدار کو جواب دیتے ہوئے کہا: ''**یہ بات جھوٹ ہے کہ رام پر اساد بسمل ہندو راج کے قیام کے لیے لڑ رہے ہیں۔ بالفرض محال اگر یہ بات سچ بھی ہو تو برطانوی حکومت سے بہر حال ہندو حکومت بہتر ہے**''۔(شہید اشفاق اللہ خان اور ان کا یُگ ۔سدھیر ودھیارتھی' صفحہ:۵۲)

اشفاق نے اتنا کہنے پر ہی اکتفا نہیں کیا' بلکہ انہوں نے اس عہدایدار سے مزید کہا: ''**چونکہ میں اکیلا ہی مسلمان ہوں اس لئے میری ذمہ داری اور بڑھ گئی ہے۔اگر میں ذرا بھی غلطی کر جاؤں تو یہ چیز تمام مسلمانوں پر اور میری پٹھان قوم پر نہ مٹنے والا دھبہ بن کر رہ جائیگی۔اس لئے باعزت طور پر مجھے مرجانے دیجئے**''(شہید اشفاق اللہ خان اور ان کا یُگ ۔سدھیر ودھیارتھی' صفحہ:۵۲)

ان دوٹوک اور مدلل جوابات سے یہ عہدیدار لاجواب ہو گیا۔حیرت اور تعجب سے اشفاق کو دیکھتا ہوا وہاں سے رخصت ہو گیا۔

مادر وطن کو آزاد کروانے کے لیے اشفاق رام پر اساد بسمل میں قائم ہونے والی یہ بے مثال دوستی۔رام پر اساد بسمل کے لئے اپنی جان تک قربان کرنے اشفاق کو اُبھار گئی۔ کاکوری کے ریل واقعہ میں تحقیقات مکمل کرنے والی انگریز حکومت نے اس کیس میں ملوث تمام انقلابیوں کو سخت سزائیں دیتے ہوئے فیصلہ سنا دیا۔اسکے بعد انقلابی دستے کے ممبروں کی اپیلیں بھی خارج کرتے ہوئے ان کی سخت سزائیں برقرار رکھی گئیں۔ایسے وقت لندن میں موجود پریوی کونسل میں اپیل کرنا ہی ایک واحد موقع رہ گیا تھا۔

ایسے مرحلے پر گرفتار ہونے والے اشفاق اللہ خان نے اپنے جگری دوست اور

''ہندوستان ریپبلک اسوسی ایشن'' کے قائد رام پراساد بسمل کو پھانسی کی سزا سے بچانے کی ٹھان لی۔ وکلا سے بات کی۔ اپنے دوستوں سے مشورہ کیا۔ آخر کار وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ اگر وہ خود پورے جرم کی ذمہ داری اپنے سر لے لیں تو رام پراساد کو بچایا جا سکتا ہے۔ اشفاق کی رائے یہ تھی کہ مادر وطن کو آزادی دلانے کے لیے لڑنے والے انقلابیوں کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنی جان بچانے کے لیے اپیل کریں یا جان بخشی کی بھیک مانگیں۔ خیر اپنی رائے جو کچھ بھی ہو پریوی کونسل سے اپیل کرنا خواہ خود کو ناگوار ہی کیوں نہ ہو، اپنے دوست رام پراساد کی خواہش کے مطابق اشفاق راضی ہو گئے اور اپیل کرنے تیار ہو گئے۔

پریوی کونسل میں داخل کرنے کے لیے اشفاق اللہ خان نے اپیل تیار کر لی۔ اس میں یہ لکھا کہ کاکوری ریل واقعے کے وہ خود (یعنی اشفاق) پوری طرح ذمہ دار ہیں۔ اس طرح اس محضر میں انھوں نے پورے جرم کی ذمہ داری اپنے سر لے لی۔ جب اپیل کی اس درخواست کو انکے وکیل کروپاشنکر ہجیلا نے پڑا تو وہ حیران و پریشان ہو گئے۔ آخر اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے وکیل نے وارنگ دی کہ اگر اس طرح کی اپیل پریوی کونسل میں داخل کی جائے تو انکو پھانسی کی سزا یقینی ہو جائیگی۔ لیکن اشفاق نے اپنے وکیل کی بات پر کوئی توجہ نہ دی۔ اپنے دوست اور تنظیم کے قائد رام پراساد بسمل پر اپنے آپ کو قربان کرنے کے لیے اشفاق تیار ہو گئے۔ اسی لئے انہوں نے اپنے وکیل کی وارننگ کو خاطر میں نہ لایا۔ تاریخی کاکوری ریل واقعہ کی تمام اور پوری کی پوری ذمہ داری اپنے سر لیتے ہوئے اور جرم کو قبول کرتے ہوئے لکھی ہوئی درخواستِ اپیل کو بغیر کسی ردوبدل کے، بغیر کسی ترمیم کے جوں کی توں پریوی کونسل کو روانہ کر دی۔ اس سلسلے میں اعتراض جتانے والے اپنے وکیل کو اس کی وجہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ **''ہم نے ملک کو آزاد کرانے ایک راستہ کا تعین کر لیا ہے۔** ہو سکتا ہے ہمارا راستہ پر خطر ہو **لیکن آج ملک کے**

لیے جانیں قربان کرنے کی بہت ضرورت ہے۔اب رہا جرم کا اعتراف تو اس بارے میں نہ صرف اپنا جرم قبول کرنے کو تیار ہوں بلکہ تمام کے جرائم بھی میں اپنے سر لینے کے لیے تیار ہو۔"(شہید اشفاق اللہ خان اوران کا یُگ ۔سدھیر ودھیارتھی، صفحہ:۸۵)

اس سلسلے میں اشفاق اللہ خان اپنے وکیل سے بات کرتے ہوئے مزید کہا کہ:

"میں ایک سپاہی ہی ہوں رام پراساد ہمارے قائد ہیں۔وہ بے لوث محب وطن ہیں۔ بہت ہی عقل مند آدمی ہیں۔اگر میں اپنی جان نچھاور کر کے بھی انہیں بچالیا تو یہ ہماری پارٹی کے لیے اور ہمارے مقاصد کی تکمیل کے لئے بہت اچھی بات ہوگی۔میں تو صرف ایک سپاہی ہوں۔ان کی سوجھ بوجھ ان کی دوراندیشی میں میں ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اس لئے انہیں بچانا ضروری ہے"۔(شہید اشفاق اللہ خان اور ان کا یُگ ۔ سدھیر ودھیارتھی، صفحہ:۸٦)

جب ان کے وکیل نے بار بار پوچھا اور پیہم اصرار کیا کہ آخر اس طرح کے اقرار جرم کرتے ہوئے پریوی کونسل میں درخواست داخل کرنے کے پیچھے کارفرما مقاصد کیا ہیں؟ تو اشفاق نے یوں اسکی وضاحت کی:

"سچی بات یہ ہے کہ بسمل کی خواہش کے مطابق ہی میں نے ایسا لکھا۔بسمل سے ملاقات کے وقت انہوں نے کہا تھا کہ اگر میں اس طرح لکھوں تو ان کی پھانسی کی سزا منسوخ ہوکر عمر قید میں تبدیل ہوجائیگی ۔چونکہ اس سے ان کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔اس لئے ان کی حسب خواہش لکھنے کا میں نے وعدہ کیا۔ان کی خیر خواہی چاہتے ہوئے میں نے ایسی اپیل تیار کی ہے"۔(شہید اشفاق اللہ خان اوران کا یُگ ۔سدھیر ودھیارتھی، صفحہ:۸٦)

تمام تفصیلات سننے کے بعد وکیل نے کہا: اس اپیل کو کسی کو بھی بھجوانے کی ضرورت نہیں ہے۔اور اگر یہ اسی شکل میں بھجوادی گئ تو جان کے لالے پڑ جائیں گے۔" اس طرح اشفاق کے وکیل شری کرو پاشنکر ہجیلا نے اشفاق کو سخت وارننگ دیکر چلے گئے۔لیکن

دوست پر قربان ہونے کا تہیہ کئے ہوئے اشفاق نے اپنے وکیل کی وارننگ کی کوئی پرواہ نہیں کی ۔اور اپنی تیار کردہ اپیل میں کسی قسم کا ردوبدل کئے بغیر اسی شکل میں پریوی کونسل کو بھجوادی۔

پنڈت رام پر اساد بسمل نے اشفاق کو اپنے چھوٹے بھائی کی طرح' اپنے اہم رفیق کی طرح دیکھا۔کاکوری سازش کیس کی سماعت کرنے والے انگریز جج نے بھی اشفاق کو بسمل کا اہم رفیق قرار دیا۔''ہندوستان ریپبلک اسوسی ایشن'' کے زیر اہتمام انجام دی جانے والی کئی کارروائیوں (آکشنس) میں اشفاق نے بسمل کے مساوی نہ صرف یہ کہ ذمہ داریاں نبھائیں بلکہ عدالت کے ذریعہ سنائی گئی سزاؤں میں بھی برابر کا حصہ پایا۔بسمل کی کسی بات کو بھی اشفاق نے کبھی رد نہ کیا۔ یہاں تک کہ بسمل کی زندگی بچانے کے لیے اپنی زندگی تک کو داؤ پر لگا دیا۔کاکوری کیس میں سزائیں سنائے جانے کے بعد پریوی کونسل میں اپیل کرنا انہیں پسند نہیں تھا۔لیکن محض بسمل کی خواہش پر انہوں نے حامی بھری۔

انگریزی عدالت کے دئے ہوئے فیصلے کے خلاف عوام اور عوامی نمائندوں کی درخواستیں ہر سطح پر مسترد ہو جانے کے بعد اب ایک آخری چارہ کار کے طور پر سزا کی معافی کی درخواست شہنشاہ کو بھجوانے کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔جن کو پھانسی کی سزا ہوئی تھی ایسے تمام لوگ معافی مانگتے ہوئے درخواستیں روانہ کرنے لگے۔لیکن اشفاق اللہ خان معافی کی التجا کرتے ہوئے درخواست بھیجنے تیار نہ تھے۔خالق کائنات پر بے انتہاء بھروسہ رکھنے والے اشفاق صرف اللہ پر ہی تکیہ کئے ہوئے تھے۔اس سلسلے میں اپنے دوست احباب کو خطوط لکھتے ہوئے انہوں نے اس کا اظہار بھی کر دیا۔ان خطوط میں انہوں نے کہا: ''**ہر چیز اللہ کی مرضی ومنشاء کے مطابق ہی ہوتی ہے۔ہوسکتا ہے اللہ تبارک وتعالی میرے کردار کا خاتمہ چاہتے ہیں۔تبھی تو مجھے پھانسی کی سزا ہوئی ہے۔اس لئے میں اس سزا کو قبول کرنے کے لیے تیار ہوں**''۔وہ اپنے رفقاء سے بھی یہی کہا کرتے کہ مادر وطن

کے لیے جان دیناوہ اپنی خوش نصیبی سمجھتے ہیں۔اوراس موقعہ کے نصیب ہونے پر وہ اللہ کاشکراداکرتے ہیں۔ پھانسی کی سزاکووہ منجانب اللہ سمجھتے تھے اس لئے شہنشاہ کی خدمت میں سزا کی معافی کی درخواست پیش کرنے وہ ہرگز تیارنہیں تھے۔لیکن ان کے دوست بسمل نے انہیں ان کے حال پرنہیں چھوڑا۔درخواست دینے کے لیےان پر دباؤ ڈالا۔آخرکار دوستوں کے اصرار پراپنی مرضی کے خلاف سزا کی معافی کے لیے درخواست بھجوائی۔اس طرح اشفاق پر دباؤ ڈال کران کی مرضی کے خلاف ان کے ذریعہ معافی کی درخواست بھجوانے پر بعد میں بسمل اس طرح اپنے افسوس کااظہار کرتے ہیں" **اشفاق اللہ خان حکومت برطانیہ سے معافی مانگنے اوررحم کی درخواست بھجوانے ہرگز تیارنہیں تھے۔ان کاغیرمتزلزل عقیدہ تھا کہ ارحم الراحمین اس اللہ کوچھوڑ کرکسی اور شخص سے رحم کی بھیک نہیں مانگی جاسکتی۔لیکن میرے اصرار کی وجہ سے انہوں نے معافی اوررحم کی درخواست بھجوائی۔ میری پاک محبت کے عطا کروہ اختیارات کااستعمال کرتے ہوئے میں نے انہیں ان کے مضبوط ارادوں سے متزلزل کردیا۔اس لئے اس تمام کاقصوروار میں ہوں۔گورکھپورجیل سے ایک خط لکھتے ہوئے اس کے لیے اشفاق سے معافی مانگ لی۔**"(بسمل کی خودنوشت سوانح حیات'صفحہ:۱۳۷)

۱۹۲۸ء کے"کیرتی"نامی اخبار میں سردار بھگت سنگھ نے"ودروہی"کے قلمی نام سے بسمل کے آخری پیغام کوپہنچاتے ہوئے بسمل کے الفاظ کواس طرح دہرایا:"جیسا کہ میں کہہ رہاہوں'اشفاق اللہ کے خیالات بالکل وہی تھے۔اپیل لکھتے وقت لکھنوجیل میں میں نے ان سے گفتگو کی تھی۔حکومت سے رحم کی درخواست کرنے ہرگز وہ راضی نہیں تھے۔میرے اصراراور دباؤ کی وجہ سے'میری بات کاانکارنہ کرسکنے کی وجہ'سے آخرکار اشفاق اس پرراضی ہوگئے۔"(کبھی یاد کیجئے۔شہیدوں کے خطوط صفحہ:۲۸'اور۴۰)

مادروطن کی آزادی کی لڑائی میں موت کو گلے لگانا اشفاق قابل فخراورمقدس کام سمجھتے

تھے۔اسکا انہوں نے برملا اظہار بھی کیا۔ پھانسی سے دو دن قبل ان سے ملاقات کے لیے آنیوالے رشتہ داروں سے بات کرتے ہوئے اشفاق نے جو کچھ کہا وہ یوں ہے:

مشہور مصنف شری شانتی موئے رائے اپنی کتاب Freedom Movement and Indian Muslims میں اس دن اشفاق کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کو انگریزی میں یوں ضبط تحریر کیا ہے۔

Today I feel myself worthy of honour with the hope that a sacred and great responsibility for the liberation of motherland has been entrusted to me...... You should feel happy and proud that one of yours is fortunate enough for offer his life to the motherland.... (Freedom Movement and Indian Muslims - Santimoy Ray PPh New Delhi 1983, page. 43)

عوام کی منت وسماجتیں حکومت کو ہلا نہ سکیں۔عوامی نمائندوں کی درخواستیں ردی کی ٹوکری کی نظر ہو گئیں۔معافی کی اپیلیں رد کر دی گئیں۔آخر کار اہم کیس اور اس کے متعلقہ کیس میں جو مقدمہ چلا اس میں کاکوری کے سپاہی رام پر اساد بسمل ٹھاکر روشن سنگھ راجندر لہری اور اشفاق اللہ خان کو پھانسی کی سزائیں برقرار رہیں۔ ۱۹۲۷ ڈسمبر ۱۹ر کو اشفاق اللہ خان کو فیض آباد جیل میں اور رام پر اساد بسمل کو گورکھ پور جیل میں پھانسی پر چڑھانے کے کورٹ نے احکامات صادر کر دئے۔ان احکامات کی مطابقت میں اشفاق اللہ خان کو لکھنو جیل سے فیض آباد جیل منتقل کر دیا گیا۔

اس طرح اشفاق اللہ خان اور رام پر اساد بسمل دونوں نے گہری دوستی کا ایک قابل تقلید نمونہ چھوڑ کر مجاہدین آزادی کے فرض منصبی کو عیاں اور نمایاں کر دیا۔ایک عظیم مقصد کے حصول کے لیے قائم ہونے والی یہ دوستی، یہ قربت یہ اپنانیت ذات قوم مذہب اور

علاقے کی تفرقوں سے بلند تھی ہے۔انھوں نے اپنے عملی مظاہرے سے اسکو ثابت کر دکھایا۔ان دونوں کے دوست واحباب نے،رشتہ داروں نے انھیں مذہب سے نکل جانے والے کا طعنہ دیتے رہے ۔لیکن انھوں نے ان باتوں کی پرواہ کئے بغیر اپنے سچے اور اخلاص پر مبنی دوستانہ تعلقات کو واشگاف کردیا۔یہاں تک کہ مذاہب کی تفریق سے بلند ہوکر مادر وطن کی آزادی کے لیے متحدہ جدوجہد کرنے والے ان دوستوں نے جان لیوا راستے پر چل کر بے پناہ مصائب کو برداشت کرتے ہوئے آخرکار پھانسی کے پھندے کو بھی مشترکہ طور پر قبول کر کے امر ہو گئے۔

آخری دنوں میں بھی رام پرساد بسمل اور اشفاق اللہ خان نے تمام ہندوستانیوں سے یہ اپیل کی کہ مذہبی تفرقے میں پڑے بغیر مل جل کر زندگی گذاریں۔ ۱۹۲۷ء ڈسمبر ۱۹رکو اتر پردیش کے فیض آباد جیل سے پھانسی سے تین دن پہلے یعنی ۱۶ ڈسمبر کو ملک کے عوام کو مخاطب کرتے ہوئے اشفاق اللہ خان نے ایک خط لکھا۔اس تاریخی خط میں انھوں نے کہا:"**ہندوستان کے بھائیو! چاہے آپ جس کسی مذہب اور روایات پر عمل کرتے ہوں ۔لیکن ملک کی خدمت میں جٹ جایئے۔آپس کی بیکار لڑائیوں میں مت الجھیے۔ تمام کام ایک ہی مقصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ایسے میں یہ بیکار کے جھگڑے اور دنگے کس لئے؟ متحد ہوکر اس ملک کے اقتدار کا مقابلہ کیجیے ملک کو آزاد کروایئے۔آخر میں سب کو سلام کرتا ہوں۔ ہندوستان آزاد ہو میرے بھائی خوش وخرم رہیں۔**(کبھی یاد کیجیۓ۔ شہیدوں کے خطوط،ترجمہ لکشمی ریڈی۔)

مادرِ وطن پر شہید ہونے والے رام پراساد بسمل نے خود اپنی طرف سے اور اپنے رفقاء کی طرف سے ملک کے عوام کو مخاطب کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ:

We shall be born again, shall meet again and shall jointly fight once again for the cause of the

motherland as comrades-in-arm (Freedam Movement and Indian Muslim-Santimoy Ray Page. 43)

مادر وطن کی آزادی کے لیے بار بار جنم لیکر غیر ملکی حکمرانوں سے مسلح جنگ کرنے کے رام پراساد بسمل کے منشاء کی عزت وتوقیر کرتے ہوئے بھی اشفاق اللہ نے اعلان کیا کہ **''چونکہ ایک مسلم کی حیثیت سے میرا پنر جنم پر عقیدہ نہیں ہے لیکن اگر اللہ تعالی نے مجھے اپنا دیدار نصیب کرے تو جنت کے بجائے مجھے مادر وطن کے لیے لڑتے ہوئے ایک مرتبہ اور قربان ہو جانے کے لیے پھر سے مجھے جنم دینے کی اللہ سے التجاء کروں گا۔''**

۱۹۲۷ ڈسمبر ۱۹ تاریخ کو صبح کے وقت اتر پردیش کے فیض آباد جیل میں اشفاق اللہ خان کو اتر پردیش ہی کے گورکھ پور جیل میں رام پراساد بسمل کو انگریز حکومت نے پھانسی دیدی۔ آخری لمحات میں **''میرا مادر وطن ہمیشہ ہمیشہ آزاد خوشحال رہے۔ میرا کیا ہے میں رہ بھی سکتا ہوں اور نہیں بھی''**۔ اس طرح آزاد اور خوشحال ہندوستان کا خواب دیکھتے ہوئے ۲۷ سال کی عمر میں اشفاق نے اس دار فانی کو خیر آباد کہا تو دوسری طرف **''مریں گے ناانصافی سے بسمل روشن لہری اشفاق۔ ہمارے خون کے قطروں سے پیدا ہونگے سیکڑوں ویر جیسے زمین (بچے) اگلنے لگی ہے''** کہتے ہوئے رام پرساد بسمل نے ۳۰ سال کی عمر میں آخری سانس لی۔ اس طرح مقدس مقصد اور اس مقصد کے حصول کے لیے ایک ہی راہ کا انتخاب کر کے ایک ہی طرز پر مسلح جدوجہد کی راہ پر چلنے والے اشفاق اللہ خان اور رام پراساد بسمل اپنے دوستانہ تعلقات میں مثالی کردار ثابت ہوئے۔

☆☆☆

مراجع ومصادر:

1. Gnapakam chesukondi Eppudina - Amara veerula Uttharaalu (Telugu). Translation by J. Lakshmi Reddy. Govt. of India Publications. New Delhi. 1998
2. Bismil Athma Kadha. (Telugu) Ramprasad Bismil. Translated by Inguva Mallikarjuna Sharma. Marxist Adhayana Vedika. Hyderabad, 1989
3. Shaheed Ashafhaqulla Khan our Unkaa Yug (Hindi). Sudheer Vidyardhi. Allahabad. 1980
4. Great Revolutionary Martyr Ashfaqulla Khan - Basha Sangam. Allahadad. 2001
5. Remembering Ashfaqulla Khan - A forgotten Revolutionary (English) KK. Khullar. 2000
6. Shaheed-e-Azam Ashfaqulla Khan (Telugu) Syed Naseer Ahmed - AHP. Undavalli. 2006



About Author :

Syed Naseer Ahamed, who has been writing since 1998 exclusively on THE ROLE OF MUSLIMS IN THE STRUGGLE FOR THE FREEDOM OF INDIA in Telugu language, has 13 books books to his credit. Being an advocate of democratization of knowledge, he has mailed the PDF files of his books to more than 10,000 interested readers through out India and abroad. Some of his books have been translated into English, Hindi, Urdu languages. He can be contacted for PDF files of his books and other related information at **+ 91 9440241727 and naseerwriter2017@gmail.com.**

We are very much thankful to the following Philanthropists without whose support we could not have published this Booklet.


Cell: 9949295934

شیخ باشاہ محی الدین: فی الوقت (۴۰) سال سے زیادہ عرصے سے حیدرآباد میں رہنے والے شیخ باشاہ محی الدین صاحب آندھرا پردیش کے ضلع نیلور میں 1961 میں پیدا ہوئے ان کی ماں کا نام شیخ خواجہ بی اور والد محترم شیخ فرید صاحب ۔ ضلع پراکاشم کے پامور میں تعلیم حاصل کرنے والے باشاہ محی الدین 1978 میں حیدرآباد آکر یہیں کے ہوکر رہے ۔ 1984 میں اپنے وطن سے تعلق رکھنی والی دلشاد بیگم سے شادی کی ۔ ڈاکٹر شیخ عبدالعظیم (MBBS) شیخ نسیم ایم یس سی (دختر) شیخ وسیم بی ای (دختر) ان کی اولاد ہیں ۔ وہ اپنی قوم اور مادر وطن سے بے حد لگاؤ رکھتے ہیں ۔ ادبی ذوق رکھنے والے باشاہ محی الدین شاعروں، ادیبوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اپنے حسب مقدور ان کی مالی مدد بھی کرتے رہتے ہیں ۔ فی الوقت تلنگانہ تعمیری شعبہ کے کارکنوں کی ایک تنظیم بنا کر اسکے تاسیسی صدر کے طور پر خدمات انجام دے رہے ہیں ۔ اسکے علاوہ مسلم ہکلا پوراٹا سمیتی (گنٹور) آندھرا پردیش مسلم ایم پورمنٹ فورم (نلگنڈہ) جیسے اداروں میں بھی ذمہ دار عہدوں پر فائز رہ کر مخلصانہ خدمات انجام دے رہے ہیں ۔


Cell: 9667199999

شیخ مستان باشاہ (صدام): آندھرا پردیش کے پراکاشم ضلع کی سیاسیات میں اپنی ایک پہچان بنانے والے شیخ مستان باشاہ عرف صدام فی الوقت حیدرآباد میں ایک رئیل اسٹیٹ تاجر کے طور پر سکونت پذیر ہیں ۔ شیخ ناگور بی بی اور شیخ چنا ناگور صاحب انکے والدین ہیں ۔ 1991 میں انھوں نے شیخ عائشہ سے شادی کی ۔ شیخ سلمہ (بی، ای) شیخ رؤف (بی، ای) شیخ ریشما (بی اے) ان کی اولادیں ہیں ۔ صدام انڈین نیشنل ٹریڈ یونین کانگریس میں سرگرم حصہ لیتے ہوئے گریٹر حیدرآباد شعبہ کے صدر کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں ۔ اپنی قوم وملک سے بے پناہ محبت کرنے والے صدام ادبا وشعراء کی مالی واخلاقی مدد کرتے ہوئے انکی ہمت افزائی کرتے رہتے ہیں ۔



AZAD HOUSE OF PUBLICATIONS
H.No. C2, Sriram's Arcade, Amaravati Road.
Undavalli - 522501, Guntur district. (A.P)
Cell: 9440241727, Email: naseerahamedsyed@gmail.com